نہ پہلی ہی تہذیبوں کا تکملہ اور تتمہ ہے۔ لیکن پوری کتاب کو پڑھ جانے کے بعد بھی یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آخر مصنف چاہتے کیا ہیں؟ اور ان کا بنیادی نقطۂ نظر کیا ہے؟ ایک تعلیم یافتہ شخص کے دماغی عدم توازن کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ اسے مغربی تہذیب (قدیم اور جدید) میں سوائے برائیوں کے کوئی خوبی ہی نظر نہیں آتی۔ موصوف کی انتہا پسندی کا یہ عالم ہے کہ مولانا علی میاں جیسے داعی اسلام پر تنقید کر ڈالی ہے۔ چنانچہ صفحہ ۲۷۵ پر لکھتے ہیں:-

مولانا کا علم وسیع ہے۔ ملت کا درد رکھتے ہیں۔ اسلام سے عقیدت ہے اور ــــــ چاہتے ہیں کسی طرح مشرق و مغرب اسلام اور مغربیت ہم آہنگ ہو جائیں۔ ابھی تک اس کوشش میں کامیاب کوئی نہیں ہو سکا۔ اگر تمثیل صحیح ہے تو مولانا "دیسی پردیسی آم" کی قلم لگانا چاہتے ہیں۔ جس میں دونوں کا مزہ آجائے۔ لیکن اس کو کیا کیجیے کہ "کریلا مفید ہے اور آم لذیذ لیکن دونوں کی قلم ابھی تک نہیں لگ سکی۔" نوجوان مصنف اپنے خیالات میں منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ ہندوؤں، عیسائیوں اور مشرق و مغرب میں ہر جگہ کچھ نہ کچھ لوگ اس قسم کے خیالات کے حامل ہیں۔ بہر حال یہ بھی ایک نقطۂ نظر ہے اور مطالعہ اس کا بھی کرنا چاہیے۔

اللہ کے گھر میں۔ از جناب احمد سعید صاحب ملیح آبادی۔ ضخامت تین سو صفحات کتابت و طباعت اعلیٰ۔ قیمت پانچ روپیہ۔ پتہ:- دفتر آزاد ہند نمبر ۲۲-۱ے۔ ساگر دت لین۔ کلکتہ -۱۲-

لائق مصنف نے ۱۹۷۰ء میں اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ سفر حج کیا تھا یہ کتاب اسی سفر کی روئداد ہے۔ یوں تو سفرنامہ اور وہ بھی سرزمین حرم کا عام طور پر دلچسپ ہوتا ہی ہے۔ لیکن چونکہ موصوف اردو زبان کے ادیب ایک